حدیثِ قسطنطنیہ اور یزید

ہفت روزہ ''الاعتصام'' ج ۴۹ شمارہ ۳۱، ۳۲ (اگست ۱۹۹۷ء) میں محترم پروفیسر محمد شریف شاکر صاحب کا ایک مضمون دو قسطوں میں شائع ہوا ہے جس میں پروفیسر صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ قسطنطنیہ پر مسلمانوں کے پہلے حملے میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا یزید بھی شامل تھا۔ اِدھر اُدھر کے اقوال نقل کرنے کے علاوہ وہ اپنے دعویٰ پر ایک بھی صحیح یا حسن روایت پیش نہیں کر سکے جس میں اول جیش میں یزید کی موجودگی کی صراحت ہو۔ تاریخ، حدیث اور رجال سے ثابت ہے کہ مدینہ قیصر: قسطنطنیہ پر، عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں کئی حملے ہوئے ہیں جبکہ صحیح بخاری کی صحیح حدیث میں اس بات کی کوئی صراحت نہیں ہے کہ

① ان تمام حملوں میں یزید بن معاویہ شریک تھا۔

② ان تمام حملوں میں سے پہلے حملے میں یزید شریک تھا۔

لہٰذا جن کا دعویٰ ہے کہ قسطنطنیہ پر جو حملہ ہوا تھا اس میں یزید بن معاویہ بھی شامل تھا، ان لوگوں کے لئے صحیح بخاری سے استدلال درست نہیں ہے۔

سنن ابی داود کی ایک حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یزید والے حملہ سے پہلے بھی قسطنطنیہ پر حملہ ہوا ہے جس میں جماعت (پورے لشکر) کے امیر عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید تھے۔ چونکہ یہ حدیث ان لوگوں کے لئے زبردست رکاوٹ ہے جو ضرور بالضرور یزید کا بخشا ہوا (مغفور و مرحوم) ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اس روایت کا جواب دیتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

"ابوداود کے سوا ☆ کسی کتاب میں عبدالرحمٰن کے قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے والی فوج کے قائد ہونے کا ذکر نہیں ہے۔" (الاعتصام نمبر ۳۲ص ۱۴)

حالانکہ درج ذیل کتابوں میں بھی صحیح سند کے ساتھ اس حملہ آور فوج کا قائد عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید ہی مذکور ہے:

① جامع البیان فی تفسیر القرآن، المعروف بتفسیر الطبری (ج ۲ص ۱۱۸، ۱۱۹)

② تفسیر ابن ابی حاتم الرازی (ج ۱ص ۳۳۰، ۳۳۱)

③ احکام القرآن للجصاص (ج ۱ص ۳۲۶، ۳۲۷)

☆ پروفیسر صاحب کی اس عبارت کے دو مطلب ہوسکتے ہیں:

① سنن ابی داود کے علاوہ دوسری کسی کتاب میں یہ روایت باسند موجود نہیں ہے۔ یہی مطلب واضح ہے۔ مگر پروفیسر صاحب نے اس سے انکار کر دیا ہے۔

② ابوداود کی مذکورہ سند کے علاوہ دوسری کسی سند کے ساتھ یہ روایت کسی کتاب میں موجود نہیں ہے، یہ تاویل انتہائی بعید ہے۔ لیکن تاریخ دمشق کی سند مذکورہ سے اس کا بطلان بھی ظاہر ہے۔ پروفیسر صاحب نے الزامی طور پر راقم الحروف کی ایک عبارت "یہ الفاظ سنن ترمذی کے علاوہ دوسری کسی کتاب میں نہیں ہیں" پر اعتراض کیا ہے۔ اور تفسیر قرطبی، محاسن التاویل، تفسیر الخازن، غرائب القرآن اور احکام القرآن کے حوالے پیش کئے ہیں۔ حالانکہ یہ اعتراض کئی لحاظ سے باطل ہے:

① میری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ یہ روایت سند کے ساتھ دوسری کسی کتاب میں نہیں اور محترم پروفیسر صاحب اس دعوے کو توڑ نہیں سکے۔

② تفسیر قرطبی ج ۲ص ۳۶۱ تفسیر خازن ج ۱ص ۱۳۲، احکام القرآن ج ۱ص ۱۱۵ میں یہ روایت ترمذی کے حوالہ کے ساتھ موجود ہے۔ غرائب القرآن (ج ۱ص ۲۲۴) میں یہی روایت بلاسند مذکور ہے۔ قاسمی کی تفسیر محاسن التاویل فی الحال میرے پاس نہیں ہے (بعد میں یہ تفسیر بھی حاصل ہوگئی ہے۔ والحمدللہ) ان ساری کتابوں میں یہ روایت بلا سند اور بحوالہ ترمذی یا منقول از ترمذی موجود ہے لہٰذا یہ سارے حوالے بے کار ہیں، میرا مطلب اور ہے اور پروفیسر صاحب کی تاویل اور ہے۔ والعلم عنداللہ

③ اگر یہ ہزار کتابوں میں بھی ترمذی کے حوالے یا نقل کے ساتھ موجود ہو تو اعتراض پھر بھی قائم ہے۔ پروفیسر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ ترمذی کے علاوہ کوئی دوسری سند پیش کریں۔

④ مستدرک الحاکم (ج ۲ ص ۸۴، ۸۵) اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔

ابوداود والی روایت بالکل صحیح اور محفوظ ہے جس کی سند مع متن درج ذیل ہے:

ابن وهب :أخبرني حيوة بن شريح عن يزيد بن أبي حبيب عن أسلم أبي عمران قال :غزونا من المدينة نريد القسطنطنية وعلى الجماعة عبدالرحمن بن خالد بن الوليد ، إلخ

اسلم ابوعمران سنن ابی داود، ترمذی و نسائی کے راوی اور ثقہ تھے۔ (تقریب التہذیب ص ۱۳۵)

یزید بن ابی حبیب کتب ستہ کے راوی اور "ثقة فقيه ، وكان يرسل" ہیں (ایضاً ص ۱۰۷۳) وکان یرسل کوئی جرح نہیں ہے۔

حیوہ بن شریح صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ تھے۔ (ایضاً ص ۲۷۶ تحقیق الشیخ ابی الاشبال)

عبداللہ بن وہب کتب ستہ کے بنیادی راوی اور "ثقہ حافظ عابد" ہیں۔

(تقریب التہذیب ص ۵۵۶)

صحیح بخاری میں ان کی تقریباً ایک سو تیس روایات موجود ہیں۔ آپ اصول حدیث کی ایک قسم "الرواية بالاجازة" کے قائل تھے جو کہ ایک مستقل فقہی مؤقف ہے اور راجح بھی یہی ہے کہ روایت بالاجازۃ جائز ہے۔ دیکھئے مقدمۃ ابن الصلاح وغیرہ

ابن سعد نے آپ پر تدلیس کا الزام لگایا ہے جو کہ (اس روایت میں) کئی لحاظ سے مردود ہے:

① اس روایت میں ابن وہب نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

② ابن وہب کی سند کی متابعت بھی موجود ہے۔ حافظ ابن عساکر نے کہا:

"أخبرنا أبو محمد بن الأكفاني بقراتي عليه قال:ثنا عبدالعزيز بن أحمد :أنبا أبو محمد بن أبي نصر :أنبأ أبو القاسم بن أبي العقب : أنا أحمد بن إبراهيم القرشي ثنا ابن عائذ :ثنا الوليد :ثنا عبد الله بن لهيعة والليث بن سعد عن يزيد عن أبي عمران التجيبي قال :

غزونا القسطنطنية وعلى أهل مصر عقبة بن عامر الجهني وعلى الجماعة عبد الرحمن بن خالد بن الوليد " (تاریخ دمشق مصورج ۹ ص ۹۲۹)

اس سند میں لیث بن سعد کتب ستہ کے مرکزی راوی اور " ثقة ثبت فقیه امام مشهور " ہیں۔ (تقریب التہذیب ص ۸۱۷)

لیث بن سعد نے ابن وہب کے استاد حیوہ بن شریح کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔ والحمدللہ

③ حافظ ابن حجر کی تحقیق یہ ہے کہ ابن وہب مدلس نہیں تھے۔

دیکھئے النکت علی ابن الصلاح (ج ۲ ص ۶۳۷)

تنبیہ: راجح یہی ہے کہ عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سنن ابی داود کی اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے۔ اسی وجہ سے امام حاکم اور ذہبی نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔ اگر شرط سے مراد یہ لیا جائے کہ اس سند کے تمام راوی بخاری ومسلم کے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ بات وہم ہے کیونکہ اسلم صحیح بخاری یا مسلم کے راوی نہیں ہیں اور اگر یہ مراد لیا جائے کہ اس کے راوی بخاری ومسلم کے راویوں کی طرح ثقہ ہیں، سند متصل ہے اور شاذ یا معلول نہیں تو یہ بات بالکل صحیح ہے۔ مستدرک کے مطالعہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام حاکم صحیح بخاری ومسلم کے راویوں یا ان جیسے ثقہ راویوں کی غیر معلول روایت کو صحيح على شرط الشيخين أو على أحدهما کہہ دیتے ہیں اور حافظ ذہبی ان کی موافقت کرتے ہیں۔

حاکم فرماتے ہیں: "وأنا أستعين الله على اخراج أحاديث رواتها ثقات قد احتج بمثلها الشيخان رضي الله عنهما أو أحدهما " (المستدرک ج ۱ ص ۳)

یعنی: میں اللہ کی مدد مانگتا ہوں ان احادیث کی روایت کے لئے جن کے راوی ثقہ ہیں۔ بخاری ومسلم یا صرف بخاری یا صرف مسلم نے ان راویوں جیسے راویوں سے حجت پکڑی ہے۔

اس عبارت سے بھی دوسری بات کی تائید ہوتی ہے اور یہی راجح ہے۔ لہذا "علی شرط الشیخین" وغیرہ عبارات سے بعض محققین عصر کا حاکم وذہبی کے بارے میں پروپیگنڈا کرنا صحیح نہیں

ہے۔مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔ان شاءاللہ العزیز

یادرہے کہ اوہام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اس لشکر میں مصریوں کے امیر سیدنا عقبہ بن عامر، شامیوں کے امیر سیدنا فضالہ بن عبید تھے۔ پورے لشکر کے امیر سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید تھے۔

حیوہ بن شریح کے سارے شاگرد اہل مصر کا امیر عقبہ بن عامر کو قرار دیتے ہیں اور یہی بات لیث بن سعد اور ابن لہیعہ کی روایت عن یزید بن ابی حبیب میں ہے۔کما تقدم

لہٰذا یہ بات اجماعی ہے۔

حیوہ کے دونوں شاگرد عبداللہ بن یزید المقری اور عبداللہ بن المبارک بالاتفاق یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل شام امیر فضالہ بن عبید تھے۔یہی بات لیث بن سعد و ابن لہیعہ کی روایت میں ہے۔پروفیسر صاحب کا ابوعبدالرحمٰن المقریٔ پر جرح کرنا شیخ الاسلام ابن المبارک کی متابعت (السنن الکبریٰ للنسائی ج ۶ ص ۲۹۹ ح ۱۱۰۲۹، وتفسیر النسائی ج ۱ ص ۲۳۸ ح ۴۹) کی وجہ سے شعبدہ بازی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔المقریٔ کے دفاع کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

لیث بن سعد اور ابن لہیعہ کی روایت میں بھی اہل شام کا امیر فضالہ بن عبید کو قرار دیا گیا ہے۔الضحاک بن مخلد کے شاگردوں میں اختلاف ہے۔عبد بن حمید کی روایت میں "وعلی الجماعة فضالة بن عبید" کے الفاظ ہیں (ترمذی) عمرو بن الضحاک اور عبیداللہ بن سعید کی روایتوں میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ الضحاک بن مخلد کی روایت ابن المبارک وغیرہ کی مخالفت اور اپنے شاگردوں کے اختلاف کی وجہ سے شاذ و مردود ہے۔اگر یہ صحیح ہوتی تو اس کا مطلب یہ تھا کہ قسطنطنیہ پر بہت سے حملے ہوئے ہیں۔بعض میں امیر لشکر عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید تھے بعض میں فضالہ بن عبید اور بعض میں یزید بن معاویہ اور بعض میں کوئی اور لہٰذا ترمذی کی روایت سے بھی پروفیسر صاحب کا یہ دعویٰ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ قسطنطنیہ پر صرف

اور صرف ایک ہی حملہ ہوا ہے اور اس حملہ میں یزید بھی موجود تھا۔

سنن ابی داود کی ایک دوسری روایت (کتاب الجہاد، باب ۱۲۹ فی قتل الاسیر بالنبل حدیث: ۲۶۸۷) سے بھی عبدالرحمٰن مذکور اور سیدنا ابوایوب کا مل کر جہاد کرنا ثابت ہوتا ہے۔

سنن ترمذی کی روایت میں "وعلى الجماعة فضالة بن عبيد" کے جو الفاظ آئے ہیں ان کا وہم ہونا کئی وجوہ سے ثابت ہے:

① حیوہ بن شریح کے تمام شاگرد " وعلى أهل الشام فضالة بن عبيد " کے الفاظ روایت کر رہے ہیں۔

② یہ الفاظ سنن ترمذی کے علاوہ دوسری کسی کتاب میں نہیں ہیں۔

③ محققین ☆ نے ترمذی کی روایت کے وہم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مثلاً تفسیر نسائی (ج ۱ ص ۲۳۹) کے حاشیہ پر ہے کہ

"وقد وقع في رواية الترمذي السابقة (رقم ۲۹۷۲)" وعلى الجماعة فضالة بن عبيد والصواب أنه على أهل الشام كما في باقي الروايات ، أما على الجماعة فكان (عبد الرحمن بن خالد بن الوليد)"

خلیل احمد سہارنپوری انبیٹھوی دیوبندی لکھتے ہیں:

"فظهر بهذه الروايات أن عبد الرحمن بن خالد كان أميرًا على الجميع"

یعنی ان روایات سے ظاہر ہوا کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد تمام لشکر پر امیر تھے۔

(بذل المجہود ج ۱۱ ص ۴۳۵)

☆ محققین سے مراد سید الجلیمی اور صبری الشافعی ہیں۔ یہ وہی محققین ہیں جن کا حوالہ پروفیسر محمد شریف صاحب نے دیا ہے ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور ج ۲۹، شمارہ نمبر ۱۹ ص ۱۰ کالم نمبر ۱ اور آگے جا کر اسی صفحہ پر کالم نمبر ۲ پر لکھتے ہیں: " حافظ زبیر صاحب نے جو تفسیر نسائی کے حاشیہ کا حوالہ دیا، یہ ایک مبہم حوالہ ہے محشی کون ہے؟ اس نے یہ الفاظ کہاں سے لئے ؟" سبحان اللہ!

تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر کئی حملے ہوئے ہیں۔
حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومیوں کی زمین پر سولہ مرتبہ فوج کشی کی۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸ ص ۱۳۳)
ایک لشکر سردیوں میں (شواتی) اور دوسرا گرمیوں میں (صوائف) حملہ آور ہوتا (ایضاً ص ۱۲۷)
ان لشکروں میں الصائفہ (اپریل ۶۲۷ء تا ستمبر ۶۷۲) کا سالار یزید تھا۔
دیکھئے خلافت معاویہ و یزید (ص ۴۳۵) اور عام کتب تاریخ۔

بلکہ ان تمام لشکروں سے پہلے بھی قسطنطنیہ پر ایک لشکر کے حملے کا ☆ ثبوت ملتا ہے جس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ حملہ ۳۲ھ مطابق ۶۵۳۔۶۵۲ء میں ہوا تھا۔
دیکھئے تاریخ طبری (ج ۴ ص ۳۰۴) العبر للذہبی (ج ۱ ص ۲۴) المنتظم لابن الجوزی (ج ۵، ص ۱۹ ط ۱۹۹۲ء) البدایہ والنہایہ (ج ۷ ص ۱۵۹، ج ۸ ص ۱۲۶) تاریخ الاسلام للذہبی، وغیرہ۔
اس وقت یزید کی عمر تقریباً چھ سال تھی۔ دیکھئے تقریب التہذیب وغیرہ۔

صرف اس ایک دلیل سے ہی روز روشن کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ "اول جیش" والی روایت یزید پر فٹ کرنا صحیح نہیں ہے۔

خلاصۃ التحقیق: یزید بن معاویہ کے بارے میں دو باتیں انتہائی اہم ہیں:
① قسطنطنیہ پر پہلے حملہ آور لشکر میں اس کا موجود ہونا ثابت نہیں ہے۔
② یزید کے بارے میں سکوت کرنا چاہیئے، حدیث کی روایت میں وہ مجروح راوی ہے۔

تنبیہ: یزید بن معاویہ کے آخری حملے سے پہلے قسطنطنیہ پر سابقہ حملوں کے علاوہ ایک اور

....

☆ یہ حملہ قسطنطنیہ پر مضیق القسطنطنیہ کی طرف سے ہوا تھا، یہ مقام اس شہر کے قریب ہے حافظ ذہبی لکھتے ہیں: "فیھا کانت وقعۃ المضیق بالقرب من قسطنطنیۃ و أمیر ھا معاویۃ" (تاریخ الاسلام للذہبی، عہد الخلفاء الراشدین ص ۳۷۱) اس سند میں مضیق کا واقعہ ہوا جو کہ قسطنطنیہ کے قریب ہے اور اس کے امیر معاویہ تھے لہٰذا یہ حملہ بھی قسطنطنیہ پر ہی تھا۔

حملہ بھی ہوا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:" واستعمل معاوية سفيان بن عوف على الصوائف وكان يعظمه" اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے سفیان بن عوف کو قسطنطنیہ پر صیفی حملوں میں امیر بنایا اور آپ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ (الاصابہ ج ۲ ص ۵۶)

محمد الخضیری کی "محاضرات الامم الاسلامیہ" میں ہے:" وفي ۴۸ھ جهز معاوية جيشاً عظيماً الفتح قسطنطنية وكان على الجيش سفيان بن عوف"

اور ۴۸ھ میں معاویہ نے قسطنطنیہ کی فتح کے لئے ایک عظیم لشکر بھیجا جس کے امیر سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ (ج ۲ ص ۱۱۴)

[محاضرات کا حوالہ، ایک دوسری کتاب سے لیا گیا ہے۔]